خلافت ارض اور علم الاسماء کی نسبت سے

پندرھویں صدی ھجری میں مسلمانوں کی ذمہ داریاں

محمد شہاب الدین ندوی

قرآن مجید کے مطالعہ سے معلوم ھوتا ھے کہ عرفان ذات باری کے بعد بارگاہ ایزدی سے انسان کو سب سے پہلا جو علم دیا گیا وہ ''علم الاسماء،، (علم اشیائے عالم) تھا۔ انسان کو اس علم سے سرفراز کئے جانے کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ انسان مظاھر کائنات اور ان کے خواص سے بخوبی آگاہ ھوکر ان سے فائدہ اٹھائے اور ''خلافت ارض،، (زمین میں جانشینی) کے تقاضوں کو پورا کرے۔

علم اشیاء اور خلافت ارضی بظاھر دو الگ چیزیں معلوم ھوتی ھیں اور ان میں باھم کوئی تعلق دکھائی نہیں دیتا۔ مگر غور کرنے سے واضح ھوجاتا ھے کہ ان دونوں میں بہت گہرا ربط و تعلق ھے۔ اسی وجہ سے قرآن حکیم میں خلافت اور ''تعلیم اسماء،، کا بیان ساتھ ساتھ آیا ھے :

و اذ قال ربك للملئكة انى جاعل فى الارض خليفة ؕ قالوا أتجعل فيها من يفسد فيها و يسفك الدماء ج و نحن نسبح بحمدك ونقدس لك ؕ قال انى اعلم مالا تعلمون . و علم آدم الاسماء كلها ثم عرضهم على الملئكة فقال انبئونى باسماء هؤلآء ان كنتم صادقين . قالوا سبحنك لا علم لنا الا ما علمتنا انك انت العليم الحكيم . قال يآدم انبئهم باسماءهم فلما انبأهم باسمائهم قال الم اقل لكم انى اعلم غيب السموات والارض و اعلم ما تبدون وما كنتم تكتمون .

ترجمہ : اور جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ھوں۔ تو انھوں نے کہا کیا تو اس میں ایسی ھستی کو بنائے گا

جو اس میں فساد اور خون ریزی برپا کرے، حالانکہ هم برابر تیری تسبیح وتقدیس میں لگے ہوئے ھیں۔ ارشاد ہوا کہ میں وہ بات جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ اور اس نے آدم کو تمام اسماء (ناموں) کا علم دے دیا، پھر ان (اسماء) کو فرشتوں کے سامنے (مجسم شکل میں) پیش کرکے کہا کہ اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو (کہ ہمارے علاوہ کسی اور کو خلیفہ بنانے کی کیا ضرورت ہے) تو ذرا مجھے ان چیزوں کے نام تو بتادو۔ فرشتوں نے عرض کیا کہ تو پاک ہے ہم کو (ان چیزوں کا) کوئی علم نہیں، سوائے اس کے جتنا کہ تو نے ہم کو سکھا دیا ہے۔ یقیناً تو بڑا ہمہ دان اور حکمت والا ہے۔ (تب) ارشاد ہوا اے آدم ! ان کو ان (چیزوں) کے نام بتا دو تو آدم نے ان کو تمام چیزوں کے نام بتادئے۔ اللہ نے فرمایا کہ کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ میں ہی زمین اور آسمانوں کی تمام پوشیدگیوں سے واقف ہوں، اور ان باتوں کو بھی جانتا ہوں جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم (اپنے دلوں میں) چھپاتے ہو۔ (بقرہ : ۳۰ - ۳۳)

ان آیات کریمہ میں سب سے اہم مسئلہ یہ ہے کہ ''وعلم آدم الاسماء کلھا،، (اور اس نے آدم کو تمام اسماء کا علم دے دیا یا تمام نام بتادیے) سے کون سا علم مراد ہے یا اس کا اطلاق کن چیزوں پر ہوتا ہے ؟ اور دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ اس علم کا خلافت ارض سے کیا تعلق ہے اور موجودہ دور میں اس کی اہمیت کیا ہے ؟ انہی دو مسئلوں کی تنقیح اس وقت مطلوب ہے۔

''الاسماء کلھا،، (تمام ناموں) سے مراد مفسرین کی تصریحات کے مطابق تمام موجودات عالم اور تمام مخلوقات کے نام اور ان کے آثار و خواص کا علم ہے۔ یہ ایک بہت وسیع علم ہے۔ جس کو ہم مختصر طور پر بطور ایک اصطلاح ''علم الاسماء،، (علم کائنات) کہہ سکتے ہیں۔ اس ضمن میں چند تفسیری اقتباسات ملاحظہ ہوں :

اسماء (واحد اسم) : اسم کا مفہوم عربی زبان میں اردو کے ''نام'' سے کہیں زیادہ وسیع ہے ۔ اسم وہ ہے جس کے ذریعہ کوئی چیز جانی پہچانی جائے (تفسیر ماجدی، ۱/۷۰، طبع ثانی)

کسی چیز کا اسم اس کی علامت ہوتی ہے، اسم‌الشئی علامتہ (قاموس بحوالہ ماجدی) .

اسم کے اصل معنی ہیں جس سے کسی شے کی ذات معلوم کی جاسکے ۔ الاسم ما یعرف بہ ذات الشئی (مفردات راغب) .

''اور یہ شناخت ممکن نہیں جب تک کہ اعراض، خواص، آثار کا علم بھی ساتھ ساتھ نہ ہو ــــ یہ تو لفظی معنی ہوئے، آیت کی تفسیر میں محققین نے مراد معلومات اشیاء سے لی ہیں اور اسماء کے ساتھ مسمیات اور ذوات و خواص اشیاء کو شامل کیا ہے ۔ اور اشیاء کے اسماء سے مراد ان کے آثار و خواص کا علم لیا گیا ہے ۔ گویا سارے علوم تکوینی آدم و بنی آدم کو ودیعت کر دئے گئے'' (تفسیر ماجدی) ۔

یہ گویا تمام تفاسیر کا حاصل اور خلاصہ مطالب ہے ۔ مگر میں اس بیان کو مزید مدلل کرنے کی غرض سے اس سلسلے میں چند مستند تفسیروں سے کچھ مزید تفصیلات پیش کروں گا ۔ چنانچہ علامہ شہاب الدین آلوسی بغدادیؒ اپنی تفسیر میں مختلف اقوال نقل کرنے کے بعد تحریر کرتے ہیں کہ اس سے علوی و سفلی اور جوہری و عرضی ہر اعتبار سے تمام موجودات عالم مراد ہیں :

و قیل المراد بها اسماء ما کان وما یکون الی یوم القیامة، و عزی الی ابن عباس رضی اللہ تعالی عنهما۔ و قیل اللغات، و قیل اسماء الملئکة و قیل اسماء النجوم، و قال الحکیم الترمذی : اسماؤہ تعالی، و قیل وقیل وقیل ۔ والحق عندی ما علیه اهل اللہ تعالی، وهو الذی یقتضیه منصب الخلافة الذی علمت، وهو انها اسماء الاشیاء علویة

او سفلية جوهرية او عرضية۔ و يقال لها اسماء الله تعالى عندهم باعتبار دلالتها عليه و ظهوره فيها غير متقيدبها۔ ولهذا قالوا ان اسماء الله تعالى غير متناهية۔

ترجمہ : اور کہا گیا ہے کہ اس سے مراد ان تمام چیزوں کے نام ہیں جو واقع ہو چکی ہیں اور جو قیامت تک واقع ہونے والی ہیں۔ اور اس قول کی نسبت حضرت ابن عباسؓ کی طرف کی گئی ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد زبانیں ہیں۔ ایک قول ہے کہ مراد فرشتوں کے نام ہیں۔ ایک قول ہے مراد ستاروں کے نام ہیں۔ اور حکیم ترمذی نے کہا ہے کہ اس سے مراد اسماء الٰہی ہیں۔ اسی طرح کے اور اقوال بھی مروی ہیں۔ اور میرے نزدیک حق بات وہی ہے جس پر اہل اللہ قائم ہیں۔ اور وہ وہی (علم) ہے جو منصب خلافت کا مقتضی ہے، اور وہ ہے تمام چیزوں کے نام، خواہ وہ علوی ہوں یا سفلی، جوہری ہوں یا عرضی۔ اور انہی چیزوں کو دیگر اقوال کے مطابق اسمائے الٰہی بھی کہا جاسکتا ہے، کیونکہ یہ چیزیں اس (کے وجود و صفات) پر دلالت کر رہی ہیں، اور اسماء و صفات ان میں ظاہر ہو رہی ہیں، مگر انہی میں مقید نہیں ہیں۔ اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ اسمائے الٰہی بے پایاں ہیں۔ (تفسیر روح المعانی، ۱ / ۲۲۴)

تفسیر ابن کثیر میں حضرت ابن عباس رضؓ کا ایک قول مروی ہے :

قال هي هذه الاسماء التي يتعارف بها الناس : انسان و دواب وسماء و ارض و سهل و بحر و خيل و حمار و اشباه ذلك من الامم و غيرها : فرمایا کہ یہ وہ نام ہیں جن سے لوگ متعارف ہیں (جیسے) انسان، چوپائے، آسمان، زمین، میدان، سمندر، گھوڑا، گدھا اور انہی جیسے دیگر انواع و اقسام۔ (جلد ۱، ص ۷۳)

و قال مجاهد : اسم كل دابة و كل طير و كل شئي : مجاہد نے کہا کہ اس سے مراد ہر چوپایہ، ہر پرندہ اور ہر چیز کا نام ہے۔ (حوالہ مذکور)

والصحيح انه علمه اسماء الاشياء كلها ذواتها و صفاتها وافعالها كما قال ابن العباس حتی الفسوة والفسية : صحیح بات یه هے که الله تعالی نے آدمؑ کو تمام چیزوں کے نام، ان کے ذوات (هستیاں) ان کی صفات اور ان کے افعال کا علم دے دیا تھا، جیسا که ابن عباسؓ نے فرمایا هے، یہاں تک که گوز اور پھسکی تک کا علم (تفسیر ابن کثیر)

اس کے بعد علامه ابن کثیرؒ نے اس قول کی مزید تائید کے طور پر بخاری شریف کی ایک حدیث سے بھی استدلال کیا هے (جو ایک طویل حدیث هے اور اس کا وہ ٹکڑا ذیل میں نقل کیا جا رہا هے جس پر مدار استدلال هے) ۔ اس حدیث کے مطابق لوگ قیامت کے دن کی ہولناکیوں سے پریشان ہو کر سب سے پہلے حضرت آدم علیه السلام کے پاس جائیں گے اور ان سے اس طرح مخاطب هوں گے :

. . . . . انت ابو الناس، خلقك الله بيده، واسجدلك ملائكته، و علمك اسماء كل شئی، فاشفع لنا عند ربك . . . آپ تمام لوگوں کے باپ هیں، الله نے آپ کو اپنے هاتھ سے پیدا کیا، اور آپ کو تمام فرشتوں سے سجده کرایا، اور آپ کو تمام چیزوں کے نام بتادئے ۔ پس آپ اپنے رب کے پاس هماری سفارش کیجئے ۔ (بخاری کتاب التفسیر، بحواله تفسیر ابن کثیر)

اس حدیث کی تائید میں ابن کثیر نے مسلم، نسائی اور ابن ماجه کی روایت بھی پیش کی هے ۔ پھر اس کے بعد فرماتے هیں :-

فدل هذا على انه علمه اسماء جميع المخلوقات، یه اس بات کی دلیل هے که الله تعالی نے آدم علیه السلام کو تمام مخلوقات کے اسماء بتادئے تھے (تفسیر ابن کثیر، ۱/۷۳)

علامه ابن کثیرؒ نے جو کچھ تحریر فرمایا هے وہ بہت مدلل هے اور حدیث شریف کی تصریح کے بعد تو اس میں مزید کلام کی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی ۔

اسی بنا پر اکثر مفسرین نے اسماء سے یہی مفہوم مراد لیا ہے اور اس کے متعدد پہلوؤں پر بحث کی ہے۔

علامہ زمخشری رح اس آیت کی تحقیق میں فرماتے ہیں کہ یہاں پر مضاف الیہ کو حذف کر کے مضاف کو اس کا قائم مقام بنا دیا گیا ہے :

(وعلم آدم الاسماء کلها) أی اسماء المسمیات، فحذف المضاف الیه لکونه معلوماً مدلولاً علیه بذکر الاسماء لان الاسم لابد له من مسمی : ناموں سے مراد چیزوں کے نام ہیں۔ تو یہاں پر مضاف الیہ (مسمیات) کو، اسماء کے مذکور ہونے کی وجہ سے معلوم و مدلول ہونے کی بنا پر حذف کر دیا گیا ہے۔ کیونکہ اسم کے لئے اس کا مسمی ہونا ضروری ہے۔

پھر فرماتے ہیں :-

فان قلت فما معنی تعلیمه اسماء المسمیات ؟ قلت : أراه الاجناس التی خلقها، و علمه ان هذا اسمه فرس، و هذا اسمه بعیر، و هذا اسمه کذا و هذا اسمه کذا، و علمه احوالها وما یتعلق بها من المنافع الدینیة والدنیویة : اگر تم کہو کہ آدمؑ کو چیزوں کے نام سکھانے کے کیا معنی ہیں ؟ تو میں کہوں گا کہ اللہ تعالی نے اپنی تخلیق کردہ تمام اجناس آدمؑ کو دکھا دیں اور انہیں بتایا کہ یہ گھوڑا ہے، یہ اونٹ ہے اور یہ فلاں چیز ہے اور یہ فلاں۔ اور پھر اس نے ان تمام چیزوں کے حالات، ان کے متعلقات اور دینی و دنیوی تمام منافع بھی بتا دئے۔ (تفسیر کشاف، ۱/۲۷۲)

علامہ جصاص رازی رح فرماتے ہیں کہ اس لفظ (الاسماء) کے عموم میں اس کے تمام معانی داخل سمجھے جائیں گے (اصول فقہ کی رو سے)

يدل على انه علم الاسماء كلها لآدم، اعنى الاجناس بمعانيها لعموم اللفظ فى ذكر الاسماء : يه بيان اس پر دلالت کر رہا ہے کہ اللہ نے آدمؑ کو تمام اسماء سکھا دئے تھے ۔ یعنی لفظ کے عموم کی بنا پر اپنے تمام معانی و مفہومات سمیت اجناس (موجودات عالم کی) مراد ہیں ۔ (احکام القرآن، ۱/ ۳۱)

پھر اس کے بعد بطور دلیل تحریر فرماتے ہیں :

و انه علمه اياها بمعانيها اذ لا فضيلة فى معرفة الاسماء دون المعانى، وهى دلالة على شرف العلم و فضيلته : اور اس نے یہ تمام اسماء اپنے معانی و مفہومات کی ساتھ سکھائے ہیں ۔ کیونکہ بغیر معانی کے محض اسماء کی پہچان فضیلت کی کوئی بات نہیں ہے ۔ اور یہ چیز علم کے شرف اور اس کی فضیلت پر دلالت کر رہی ہے ۔ (حوالہ مذکور)

امام رازیؒ اس لفظ (الاسماء) کے اشتقاق اور اس کے لغوی مفہوم پر بحث کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں :

من الناس من قال قوله و علم آدم الاسماء كلها اى علمه صفات الاشياء و نعوتها و خواصها ۔ والدليل عليه ان الاسم اشتقاقه اما من السمة او من السمو فان كان من السمة كان الاسم هو العلامة ۔ و صفات الاشياء و نعوتها و خواصها دالة على ماهياتها ۔ فصح ان يكون المراد من الاسماء الصفات ۔ و ان كان من السمو فكذالك، لان دليل الشئى كالمرتفع على ذلك الشئى ۔ فان العلم بالدليل حاصل قبل العلم بالمدلول ۔ فكان الدليل اسمى فى الحقيقة ۔ فثبت انه لاامتناع فى اللغة ان يكون المراد من الاسم الصفة :

بعض لوگوں نے کہا ہے کہ ارشاد باری ”و علم آدم الاسماء کلها“ سے مراد چیزوں کی صفات، ان کی تعریفیں اور ان کے خواص ہیں ۔ اور اس پر دلیل

یہ ہے کہ اسم یا تو ''سمۃ،، سے مشتق ہوگا یا ''سمو،، سے۔ اگر اس کو سمۃ سے مشتق قرار دیا جائے تو وہ ''علامت،، کے معنی میں ہوگا۔ چونکہ چیزوں کی صفات، ان کی تعریفیں اور ان کے خواص ان کی ماہیات پر دلالت کرتے ہیں اس لئے اشیاء سے مراد ان کی صفتیں لینا درست ہوگا۔ اور اگر اس کو ''سمو،، سے مشتق قرار دیا جائے تب بھی اس سے یہی مراد ہوگا۔ کیونکہ کسی چیز کی دلیل اس چیز سے بلند ہوتی ہے۔ اس لئے کہ دلیل کا علم مدلول سے پہلے حاصل ہوتا ہے۔ لہذا دلیل حقیقتاً زیادہ بلند ٹھہری۔ اس طرح ثابت ہوا کہ لغت کی رو سے اسم سے مراد (اس کی) صفت لینا ممنوع نہیں ہے۔ (تفسیر کبیر، ۱ / ۲۰۸)

علامہ رشید رضارح نے اس موضوع پر مزید روشنی ڈالتے ہوئے اس کا فلسفہ اس طرح سمجھایا ہے:

(و علم آدم الاسماء کلها) ای اودع فی نفسه جمیع الاشیاء من غیر تحدید ولا تعیین، فالمراد بالاسماء المسمیات عبر عن المدلول بالدلیل، لشدة الصلة بین المعنی و اللفظ الموضوع له، و سرعة الانتقال من احدهما الی الآخر، والعلم الحقیقی انما هو ادراك المعلومات انفسها، والالفاظ الدالة علیها تختلف باختلاف اللغات التی تجری بالمواضعة والاصطلاح فهی تتغیر و تختلف والمعنی لا تغییر فیه ولا اختلاف۔

یعنی: اللہ تعالی نے آدم کی ذات میں تمام چیزوں کا علم بے حد و بلا تعین ودیعت کر دیا۔ لہذا اسماء سے مراد مسمیات ہیں، مدلول کو دلیل سے تعبیر کیا گیا ہے، کیونکہ ایک تو لفظ موضوع لہ اور معنی کے درمیان قوی تعلق پایا جاتا ہے اور دوسرے ایک کے ذکر کے ساتھ ہی ذہن فوراً دوسرے کی طرف منتقل ہوجاتا ہے۔ علم حقیقی دراصل بجائے خود معلومات کا ادراک کرنا ہے۔ اور وہ الفاظ جو ان معلومات پر دلالت کرنے والے ہوتے ہیں وہ موقع و محل اور

اصطلاح کے اعتبار سے مختلف و متغیر ہوتے ہیں، مگر نفس معنی میں کوئی تغیر و تبدل نہیں ہوتا۔ (تفسیر المنار، ۱ / ۲۶۲)

حاصل یہ کہ ''اسماء'' سے مراد ان کے مسمیات (اس عالم آب گل کی تمام ہستیاں اور کل موجودات) اور ان کے تمام آثار و خواص اپنے تمام معانی و مفہومات کے ساتھ ہیں۔ بعض مفسرین نے ایک قدم اور آگے بڑھا کر تمام علوم و فنون کو بھی اس لفظ کے عموم میں داخل کر دیا ہے۔ مثلاً قاضی بیضاوی رحمہ تحریر فرماتے ہیں:

الهمه معرفة ذوات الاشياء و خواصها واسماء ها و اصول العلم و قوانين الصناعات و كيفية آلاتها: آدمؑ کو اس نے چیزوں کی ہستیاں، ان کے خواص، ان کے نام، علم کے اصول، صنعتوں کے قوانین اور صنعتوں میں استعمال ہونے والے آلات کی کیفیت (غرض سب کچھ) الہام کر دیا۔ (تفسیر بیضاوی)

صاحب روح المعانی نے بھی اپنی تفسیر میں اس عبارت کو دہرایا ہے۔ گویا انہیں بھی اس نظریہ سے اتفاق ہے۔

شیخ طنطاوی جوہری رحمہ نے لکھا ہے:

و الهمه المعرفة والاختراع وسائر الصناعات: اور اس نے (اشیاء کی) معرفت ایجاد و اختراع اور تمام صنعتیں الہام کردیں۔ (تفسیر الجواہر، ۱ / ۵۲)

پھر موصوف دوسری جگہ اس کی حکمت اور اس کا فلسفہ اس طرح بیان کرتے ہیں:

سخرت له السموات والارضون والبر و البحر و الروض والقفر والجبل و السهل، فعلم الاسماء و الصفات و خواص المخلوقات ليعرفها و تنفعه، ولذلك يقول (و علم آدم الاسماء كلها) و حرى بمن سخرت له الافلاك و قامت بنظامها الاسلاك و من سجدت له

العوالم بسجود تسخیر و قامت له تعظیما بالتدبیر ان یتحلی بالعرفان لیفهمها و ینطق باللغات و ینظمها دعت حاجته الی العوالم فعر فها له مبدعه، :

آدم علیه السلام کے لئے ارض و سماء، بر و بحر، چٹیل میدان و مرغزار، بیابان و کہسار سب مسخر کر دئے گئے۔ پس اس نے مخلوقات کے تمام اسماء اور خواص و صفات کا علم آدم کو دے دیا، تاکہ وہ ان اشیاء کو اچھی طرح پہچان لے اور ان سے فائدہ اٹھائے۔ اس لئے ارشاد ہوا (اور اس نے آدم کو تمام اسماء کا علم دے دیا) اور اس ہستی کے لئے — جس کی خاطر تمام افلاک و اجرام مسخر کر دئے گئے ہوں ، تمام خطہ ھائے ارضی کو اپنے نظاموں کے ساتھ آراستہ کر دیا گیا ہو، اور تمام عوالم اس کو تسخیری سجدہ کرکے اس کی تعظیم و تکریم پر کمربستہ ہو چکے ہوں — بہتر و مناسب تھا کہ وہ ان سب کا عرفان حاصل کرلے، تاکہ وہ ان کو اچھی طرح سمجھ کر اپنی زبان میں ان کا نطق کرے اور انھیں منظم کرے۔ اسی وجہ سے اس کو ان موجودات کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ لہذا خلاق عالم نے ان تمام چیزوں کا تعارف آدمؑ سے بخوبی کرادیا۔ (ایضاً، ۱ / ۵۳)

چند حقائق و معارف :

یوں تو سورۂ بقرہ کی ان آیات میں ہمارے لئے بہت سے اسباق و بصائر ودیعت کر دئے گئے ھیں، مگر میں اس موقع پر خلافت ارض کے تعلق سے صرف چند حقائق کے بیان و استنباط پر اکتفا کروں گا۔

۱۔ انسان کو سب سے پہلا جو علم دیا گیا وہ علم اشیاء ہے۔ یعنی تمام موجودات عالم اور ان کی خصوصیات و امتیازات کا علم۔ اس کو ہم مختصر طور پر ''علم الاسماء،، یا ''علم کائنات،، کہہ سکتے ھیں۔ موجودہ دور میں سائنس جن چیزوں سے بحث کرتی ہے وہ یہی موجودات عالم ھیں، اور جو باتیں

بیان کرتی ھے وہ یہی ''اشیاء کے آثار و خواص'' ھیں ۔ طبیعیات (فیزکس) کیمیا (کیمسٹری) حیاتیات (بایولوجی) ارضیات (جیولوجی) اور فلکیات (اسٹرونومی) وغیرہ تمام سائنسی علوم کا دائرہ مادی چیزوں (مسمیات) اور ان کے خصوصیات و امتیازات یا ''آثار و خواص (اسماء) ھی کے گرد گھومتا ھے ۔ لہذا ''الاسماء'' کو علی وجہ‌البصیرت سمجھنا سائنسی علوم کے وقوف پر موقوف ھے ۔ سائنس نام ھے دنیا میں پائی جانے والی مادی اشیاء اور ان کی ساخت و پرداخت کے مطالعہ کا ۔

۲ ۔ ''تعلیم اسماء'' کا تعلق ''خلافت ارض'' سے ھے ۔ ان دونوں کا بیان ان آیات میں ساتھ ساتھ آیا ھے اور ان دونوں کا آپس میں بہت گہرا ربط و تعلق ھے، جیسا کہ شیخ طنطاوی جوھری کے اوپر نقل کردہ اقتباس سے ظاھر ھورھا ھے ۔ ظاھر ھے کہ جب تک انسان اشیائے عالم کی حقیقت، ان کی ساخت و پرداخت ان کے اعمال و وظائف اور ان کی طبعی و نوعی خصوصیات سے بخوبی واقف نہ ھوجائے ان سے مستفید نہیں ھو سکتا اور انہیں مسخر کرکے ان میں ودیعت شدہ قوتوں کو کام میں نہیں لا سکتا ۔ جب وہ موجودات عالم سے مستفید نہیں ھوگا اور ان کی قوتوں کو زیر نہیں کرے گا تو اس کا خلیفہ ھونا ایک بے معنی بات ھوگی اور خلافت کے دیگر تمام مقاصد فوت ھو جائیں گے ۔ (تفصیل آگے آرھی ھے) چنانچہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع‌رح اپنی تفسیر میں تحریر فرماتے ھیں :

''پھر دوسرا جواب حکیمانہ انداز سے آدم علیہ السلام کی فرشتوں پر ترجیح، اور مقام علم میں آدمء کے تفوق کا ذکر کر کے دیا گیا، اور بتلایا گیا کہ خلافت ارضی کے لیئے زمینی مخلوقات کے نام اور ان کے خواص و آثار کا جاننا ضروری ھے اور فرشتوں کی استعداد اس کی متحمل نہیں'' ۔ (معارف القرآن، ۱ / ۱۸۷)

صاحب تفسیرالجواھر تحریر فرماتے ھیں :

فمن لم يقدر على معرفة مراتب الاشياء لا يستحق ان يكون خليفة عليها :

جو ھستی اشیائے عالم کے مراتب سے ناواقف ھو وہ ان اشیاء پر خلیفہ ھونے کی مستحق نہیں ھو سکتی۔

۳۔ حضرت آدم ع کو تمام اشیاء کا علم سکھانے والا خود اللہ تعالی ھے، جو بنص قرآنی معلم اول ھے (و علم آدم الاسماء کلھا)۔ اس سے یہ اشارہ نکلتا ھے کہ اللہ تعالی نے اپنے منصوبے کے مطابق اولاد آدم میں یہ صلاحیت رکھ دی ھے کہ وہ ''اشیائے عالم اور ان کے خواص،، کا علم حاصل کریں۔ اس لحاظ سے اولاد آدم مظاھر کائنات کا علم بتدریج حاصل کرکے گویا ''تعلیم الہی،، کی تصدیق کر رھے ھیں۔

صاحب تفسیر المنار تحریر فرماتے ھیں :

''اللہ تعالی نے آدمع کو تمام باتیں بتادیں۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ اللہ نے ان کو یہ تمام باتیں خواہ ایک ھی وقت میں یا متعدد مرتبہ بتائی ھوں۔ اللہ ھر چیز پر قادر ھے۔ یہ علمی قوت و استعداد ھر آدمی میں عام ھے۔ اس لئے یہ لازم نہیں آتا کہ آدم کی اولاد اشیائے کائنات کو پہلے ھی دن جان لیں۔ انسانوں میں اس قوت کے اثبات کے لئے اتنی ھی بات کافی ھے کہ ان کو بحث و استدلال کے ذریعہ اشیاء کی معرفت حاصل ھو جاتی ھے،،۔

۴۔ حسب بالا بیان کے مطابق آدمع اور اولاد آدم کے علم میں بین فرق یہ ھے کہ حضرت آدمع کا علم ''لدنی،، تھا۔ یعنی وہ علم جو کسی کو بارگاہ الہی کی جانب سے بغیر کسب یا مشقت عطا کیا جاتا ھے۔ اس کے برعکس اولاد آدم کا علم کسبی ھے۔ یعنی وہ علم جو محنت و مشقت کے ذریعے حاصل کیا جائے۔ مگر اس کی صلاحیت اللہ تعالی نے تمام اولاد آدم میں روز ازل ھی میں رکھ دی تھی تاکہ اولاد آدم اشیائے کائنات کی تسخیر کرکے خلافت کی ذمہ داریوں سے عہدہ بر آ ھو سکیں۔

۵ - مظاہر فطرت اور ان کے نظاموں کا علم حاصل کرنا غیر اسلامی، یا ناجائز، یا غیر ضروری یا بےکار و بے فائدہ نہیں، بلکہ وہ عین ''تعلیم الٰہی،، اور منشائے خلافت کے مطابق ھے -

۶ - تفسیر بیضاوی اور تفسیر الجواھر کی تصریحات کے مطابق (و علم آدم الاسماء کلھا) کی وسعت اور اس کے اقتضاء میں تمام علوم و فنون بھی داخل ھیں، جن کو موجودہ زبان میں سائنس اور ٹکنالوجی کہا جا سکتا ھے -

سائنس اور ٹکنالوجی کیا ھے ؟ مادہ اور اس کی قوتوں سے استفادہ - مثلاً مختلف مصنوعات، کیمیائی مرکبات، انواع و اقسام کے سامان تمدن کی تیاری اور برق و بھاپ کو قابو میں کرکے مختلف میدانوں میں بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچانا - چنانچہ آج دنیا میں جتنی بھی صنعتیں کام کر رھی ھیں اور ان سے جو معاشی و تمدنی فوائد حاصل ھو رھے ھیں وہ انھی علوم کی ترقی کی بدولت ھیں -

۷ - علم الاسماء یا دوسرے لفظوں میں سائنس اور ٹیکنالوجی میں مہارت حاصل کیئے بغیر موجودہ دور میں خلافت ارض کے تقاضے پورے نہیں ھوسکتے ان دونوں میں چولی دامن کا ساتھ ھے- (مزید تفصیل آگے آرھی ھے)

۸ - اس سے علم کی فضیلت تو ثابت ھوتی ھی ھے، مگر خصوصیت کے ساتھ علم تکوین کی اھمیت بھی - اس علمی برتری ھی کی بدولت انسان مسجود ملائکہ بنایا گیا -

۹ - مادہ پرست اور خدا بیزار لوگ کہتے ھیں کہ مذھب و اخلاق ماحول کی پیداوار ھیں- ابتداءً انسان نے جب جنم لیا تو اپنے چاروں طرف ایک عجیب و غریب ماحول اور خوفناک مظاھر دیکھ کر ڈر گیا - اور انھیں رام کرنے اور ان کے شر سے محفوظ رھنے کے لئے انھیں پوجنا شروع کر دیا - اس طرح بزعم

خود مذھب کی ابتداء ھوئی اور رفتہ رفتہ خدا کا تصور پیدا ھوا۔

مگر آدمؑ کو علم الاسماء دیا جانا اس بات کی تردید ھے۔ دنیا کا پہلا انسان جہل و دھشت کے تاریک اور ھیبتناک ماحول میں نہیں بلکہ علم و معرفت کے اجالے اور اس کی تیز روشنی میں نمودار ھوا۔ اس کے ایک ھاتھ میں ''علم الاسماء،، کی مشعل تھمادی گئی تو دوسرے ھاتھ میں ''تسخیر اشیاء،، کے آلات دے دئے گئے۔ تاکہ وہ ان دونوں کی مدد سے خلافت کے میدان کو سر کرے۔

غرض آدمؑ کو ابتداء ھی میں تمام اشیاء کا علم دے دینے کی ایک غرض یہ بھی تھی کہ وہ ان مظاھر سے کسی قسم کا خوف یا دھشت محسوس نہ کرے۔ گویا کہ ھر چیز کا تعارف شروع ھی میں کراکے شرک اور مظاھر پرستی کا دروازہ بند کر دیا گیا تھا۔

۱۰۔ ''علم الاسماء،، کی تحقیق کرنا دراصل ''خدا کے کاموں،، یا خدا کی پیدا کردہ مخلوقات کو سمجھنے کی کوشش کرنا ھے جو بطور ''ربوبیت،، اس کائنات اور اس کے حیرت انگیز نظاموں میں جاری و ساری ھیں۔ اس لحاظ سے ''خلیفہ،، کا ایک کام اور اس کا ایک فریضہ یہ بھی ھے کہ وہ علم الاسماء یا ''نظام ربوبیت،، کی تحقیق اور ان کے اسرار سر بستہ کی نقاب کشائی کرکے مشرک اور بے دین لوگوں کی رھنمائی کرے، جن کو مظاھر کائنات کے سمجھنے میں دھوکا ھوا ھے یا جن سے وہ غلط نتائج اخذ کرتے ھیں۔

۱۱۔ علم الاسماء کی تحقیق کا سب سے اھم مقصد معرفت الہی کا حصول ھے۔ یعنی نظام ربوبیت کی تحقیق کے نتیجے میں خدائے تعالی کی بے مثال صفات مثلاً اس کی وحدانیت، قدرت، ھمہ دانی (علم ازلی)، حکمت و مصلحت، مخلوق پروری، رحمت و رأفت اور اس کی عجیب و غریب منصوبہ بندی کا بھرپور نظارہ و مشاھدہ ھو جاتا ھے، جو وحدت الشہود کی منزل ھے۔ اور اس منزل تک پہنچ جانے کے

بعد انسان کو فکری اعتبار سے کسی بھی طرح بھکنے کا موقع باقی نہیں رھتا۔

۱۲ - اس تفصیل سے یہ حقیقت واضح ہوجاتی ھے کہ اللہ تعالی کو کائنات کی تمام اشیاء اور اس کی تمام جزئیات کا علم — ان کے خالق و ناظم اور مدبر و مربی ہونے کی حیثیت سے — حاصل ھے، ورنہ یہ تعلیم (تمام اسماء کی) ممکن نہ ہوتی - اس سے بہت سے فلاسفہ اور ان کے متبعین کی باطل خیال آرائیوں کی تردید بھی مقصود ھے کہ اللہ تعالی کو جزئیات عالم کا علم نہیں ھے -

۱۳ - اس سے یہ بھی مترشح ہوتا ھے کہ پوری کائنات اور اس کے تمام مظاھر ایک نظم و ضبط کے پابند ھیں اور ان کے اصولوں میں کوئی تغیر و تبدل نہ ہورھا ھے اور نہ ھو سکتا ھے - یعنی روز ازل میں اللہ تعالی نے ان مظاھر کے جو ضوابط مقرر کر دئے تھے ان میں مرور ایام کے باعث کوئی رد و بدل ممکن نہیں ھے - جن مظاھر یا موجودات کے جو آثار و خواص دور آدم (یا اس سے پہلے) متعین کر دئے گئے تھے وھی اب تک برابر چلے آرھے ھیں، جن سے موجودہ انسان بتدریج آگاھی حاصل کر رھا ھے -

۱۴ - یہیں سے یہ اصول بھی نکلتا ھے کہ علم دین اور علم فطرت میں اصلاً کوئی تعارض و تضاد نہیں ھو سکتا - کیونکہ دونوں ایک ھی سر چشمہ سے نکلے ہوئے اور ھر دو ایک ھی مبدء فیض کی جانب سے تعلیم کئے ہوئے ھیں -

۱۵ - ان آیات کریمہ کا منشا اور تقاضا یہ معلوم ہوتا ھے کہ اولاد آدم خصوصاً ''مسلمان،، دنیا کی تمام چیزوں اور کل موجودات عالم کا علم حاصل کریں اور عصر جدید کے تقاضوں کے مطابق دینی و دنیوی ھر حیثیت سے عالم انسانی کی رھنمائی کریں -

۱۶ - حیرت کی بات ھے کہ جب ھم قرآن کریم میں ان آیات کو پڑھتے ھیں تو بہت خوش ہوتے ھیں اور اس بات پر فخر کرتے ھیں کہ ھمارے ''باپ،،

نے فرشتوں کے سامنے تمام اسماء گنوا کر اپنی برتری ظاھر کردی اور اپنی فضیلت کا سکه بٹھا دیا ۔ مگر یه کبھی کوشش نہیں کرتے که اپنے باپ کا یه علم حاصل کرکے صحیح معنی میں اس کے ''وارث،، بنیں اور اس میدان میں اقوام عالم پر اپنی فضیلت و برتری ثابت کریں ۔ جب که دوسری قومیں یه علم صحیح طور پر حاصل کرکے نه صرف آفاق عالم پر اپنی برتری کا جھنڈا لہرائے ہوئے ھیں بلکه زندگی کے ہر میدان میں ہم کو نیچا دکھا رہی ھیں ۔

۱۷ - جب حضرت آدمؑ سے کہا گیا که ''تم ان کو تمام موجودات عالم کے نام بتادو،، تو انھوں نے یه تمام نام بتا دئیے ۔ مگر آج مسلمانوں کے سامنے جب ''چیزوں کے نام،، آتے ھیں تو وہ یا تو وحشت زدہ ہوجاتے ھیں یا ان کو ''غیر اسلامی،، یا ''علم غیر،، کہه کر آنکھیں بند کر لیتے ھیں (محنت و مشقت کے ذریعه ان اشیاء کے آثار و خواص کو خود سے دریافت کرنا تو بہت دور کی بات ہے) ۔ حالانکه ان تمام اشیاء، ان کے خواص، ان کے اعمال اور ان کی کارکردگیاں انھیں ازبر ہونا چاھئیے تھا ۔ جیسا که اس آیت کریمه سے مترشح ہو رہا ہے :

قال یا آدم انبئهم باسمائهم فلما انبأهم باسمائهم : ارشاد ہوا که اے آدمؑ تم ان کو تمام چیزوں کے نام بتادو تو انھوں نے ان کے نام فرشتوں کو بتادئیے

۱۸ - خلاصه یه که روئے زمین پر ''خلیفه،، وہی ہو سکتا ہے جو ''علم الاسماء،، یا ''علم آدم،، کا صحیح معنی میں وارث ہو۔ یه ان آیات کریمه کا عقلی و منطقی نتیجه ہے۔ اب مسلمان غور کریں که وہ اپنے باپ کے اس علم سے کہاں تک بہرہ‌ور ھیں اور خلافت ارض کے تقاضوں کو کہاں تک پورا کر رہے ھیں ؟ (۱)

---

۱ - مضمون نگار کا یه بیان مجمل ہونے کے باعث محل نظر ہے اور اس کے اخذ کردہ نتیجے سے اختلاف کیا جا سکتا ہے ۔ لیکن آئندہ صفحات سے جہاں تفصیل ہے وضاحت ہو جاتی ہے ۔ (مدیر)

علم‌الاسماء کی تفصیل:

زمانہ قدیم کا انسان صرف زمین، آسمان، چاند، سورج، ستارے، ھوا ،پانی حجر، شجر، مٹی، حشرات الارض، گائے، بیل، بکری، اونٹ، گھوڑا، گدھا، ھاتھی، کتا، بلی،، شیر، لومڑی، جنگل، پہاڑ، لوھا، ،تانبا، پیتل، سونا، چاندی، دریا، سمندر، مچھلی، پرندے، چاول، گیہوں، دال، سبزی، گوشت، انڈا، دودھ اور دھی وغیرہ وغیرہ ھی سے واقف تھا یا چند زراعتی، تمدنی اور جنگی آلات و اوزار وغیرہ سے ۔

مگر آج کا انسان ایٹم، الکٹرون، پروٹان، نیوٹران، پوزیٹران، ڈیوٹران، فوٹان، ھائڈروجن، آکسیجن، نائٹروجن، کاربن، پوٹاشیم، میگنیشیم، ریڈیم، یورینیم (تمام ۹۲ قدرتی عناصر)، برق، بھاپ، ایٹمی قوت، ایٹمی شعائیں، لا شعائیں کائناتی شعائیں، پروٹوپلازم، امیبا، پروٹوزوا، جینز کروموسوم، کلوروفل، کلوروپلاسٹ، انزائم، مائٹوکانڈریا، ھیمو گلوبین، پروٹین، کاربو ھائڈریٹ، وٹامن، آکسیجن، کاربن ڈائی آکسائیڈ، گلوکوز، پینسلین، مختلف قسم کی کیمیائی ایسڈ اور ان کے مرکبات، ربر اور اس کی مصنوعات، پلاسٹک اور اس کی مصنوعات، مختلف کیمیائی کھادیں اور ادویات، نئی نئی دھاتوں اور ان کی مصنوعات، الکٹرانک اشیاء و آلات، پٹرول اور اس کی مصنوعات، بے شمار قسم کے مشینوں اور کل پرزے، تھرمامیٹر، بیرومیٹر، فلاسک، ریفریجیریٹر، ٹرین، موٹر، ھوائی جہاز، ریڈیو، ٹیلی فون، برقی و لاسلکی آلات، ٹیلیکس، ٹیلی پرنٹر، راکٹ، اور خلائی جہاز وغیرہ وغیرہ سے بھی واقف ھے ۔

آج کا انسان روئے زمین پر سوا ملین (ساڑھے بارہ لاکھ) کے قریب حیوانات و نباتات کے وجود کا پتہ لگا کر ان کے آثار و خواص کا مطالعہ کر رھا ھے ، جو

''حیاتیات،، کے دائرہ میں آتے ھیں(۱) ۔ اس طرح آج کرہ ارض پر پائے جانے والے دو لاکھ کے قریب ''غیر نامیاتی مرکبات،، اور چالیس لاکھ کے لگ بھگ ''نامیاتی مرکبات،، سے واقف ھو چکا ھے،(۲) جن کا مطالعہ علم کیمیا کے تحت کیا جاتا ھے ۔ اسی طرح سمائے دنیا میں پائے جانے والے لاتعداد ستارے اور سیارے اور اربوں کہکشاؤں کے نظاموں اور ان کی خصوصیات کا مطالعہ علم فلکیات کے تحت کیا جاتا ھے ۔

اس لحاظ سے تحقیقات کا دائرہ جیسے جیسے آگے بڑھ رھا ھے موجودات عالم یا خدا کی مخلوقات کی تعداد میں بھی برابر اضافہ ھوتا جا رھا ھے ۔ دوربین اور خورد بین کی ایجاد کے بعد تو ھمارے سامنے نئے نئے جہانوں کے ظہور کا ایک تانتا سا بندھ گیا ھے اور ایسے ایسے حقائق منظر عام پر آرھے ھیں، جن کے ملاحظہ سے حیرت ھوتی ھے ۔

جس طرح قدیم چیزوں سے واقفیت ''علم الاسماء،، میں داخل تھی اسی طرح جدید سے جدید تر تمام چیزوں سے واقفیت بھی علم الاسماء میں داخل ھے ۔ بلکہ قیامت تک جتنی بھی نئی نئی چیزیں اور ان کے خواص دریافت ھوتے جائیں گے وہ سب کے سب علم الاسماء ھی کے دائرہ میں ھوں گے، جن کے دریافت کی صلاحیت خلاق فطرت نے روز ازل ھی میں حضرت آدمؑ کے توسط سے بالقوۃ تمام انسانوں میں رکھ دی تھی ۔

---

۱ ۔ ملاحظہ ھو کتاب :

Asimov's guide to Science, vol. 2, pp. 304, 1978, London.

۱۸۰۰ء میں حیوانات و نباتات کی دریافت شدہ تعداد صرف ستر ھزار تھی، جب کہ یہ تعداد آج بارہ لاکھ سے تجاوز کر چکی ھے ۔ کھوج برابر جاری ھے۔ اور دن بدن نئے نئے انواع حیات علم انسانی میں آرھے ھیں۔ اس لحاظ سے مخلوقات الٰہی کی صحیح تعداد کا علم صرف خالق ارض و سما ھی کو ھو سکتا ھے ۔

۲ ۔ علم کیمیا، حصہ دوم، ص ۱۵۸

آج کا مسلمان چند وجوهات کی بنا پر ان جدید علوم و فنون یا علم الاسماء سے بچھڑا هوا هے :

۱ - آزاد اور علم دوست مسلم حکومتوں کے زوال کے باعث ان علوم میں تحقیق و تفتیش اور طالع آزمائی کا ذوق و جذبه دلوں سے جاتا رها -

۲ - بعض تاریخی اسباب کی بنا پر دین اور دنیا کی تقسیم عمل میں آئی تو علماء نے دین کی حفاظت کے خیال سے دنیوی علوم سے کناره کشی هی میں اپنی عافیت سمجھی -

۳ - دین اور دنیا کی اس غلط تقسیم کا نتیجه یه هوا که ''علم الاسماء،، کا دیپ اپنوں کے بجائے غیروں کے آستانوں پر جلنے لگا - نتیجه یه هوا که هم اس کی روشنی سے بھی بدکنے اور دور بھاگنے لگے - اس طرح یه علم اب همارے لئے بالکل اجنبی اور ''علم غیر،، هو کر ره گیا -

۴ - جدید علوم سے بیگانگی کی بدولت ان علوم سے پیدا هونے والے علمی، معاشرتی اور تمدنی مسائل سے بھی بیگانگی عمل میں آئی - جس کا نتیجه یه هوا که اسلام بھی ماضی کی نشانی اور فرسودگی کی علامت سمجھا جانے لگا حالانکه وه ایک زنده اور ابدی مذهب هے اور هر دور میں زندگی کے تمام مسائل حل کر سکتا هے - کوتاهی جو کچھ هے وه هماری اپنی هے اسلام کی نهیں -

بهر حال ان اصطلاحات کی وسعت یا ''ناموں کی کثرت،، کا اندازه آپ اس سے کر سکتے هیں که سائنسی علوم کی بے انتهاء ترقی اور پھیلاؤ کی بدولت خود ان علوم (طبیعیات، کیمیا، حیاتیات اور ارضیات وغیره) میں سے اب هر علم و فن

کی لغات تک الگ الگ تیار ہونے لگی ہیں ۔ مثال کے طور پر ادارہ Penguin Books London کی تیار کردہ مختلف سائنسی لغات ملاحظہ ہوں، جن میں سے ہر ایک کئی کئی ہزارالفاظ و اصطلاحات پر مشتمل ہے ۔

پھر اسی طرح ان علوم میں سے ہر علم کثرت مباحث کے باعث مزید شاخ در شاخ تقسیم ہوتا جا رہا ہے، مثلاً حیاتیات ہی کو لے لیجئے جسکی بیسیوں شاخیں وجود میں آچکی ہیں ۔

علم الاسماء ، حقیقت الاسماء نہیں :

اس موقع پر ایک علمی حقیقت کا سمجھ لینا بھی بہت ضروری ہے ۔ عصر جدید کی بے مثال علمی ترقی، جدید سے جدید تر بے شمار علوم و فنون کی تحقیق و تدوین اور مادی اشیاء کے ہزاروں جزئیات و خصوصیات اور ان کی باریکیوں کا علم حاصل کر لینے کے باوجود انسان اب تک ان چیزوں کی اصل حقیقت و ماہیت یا ان کے باطنی اسرار و احوال کا ادراک نہیں کر سکا ہے ۔ بلکہ اس کا علم محض ان چیزوں کے ''ظاہری آثار و خواص'' ہی تک محدود ہے ۔

چنانچہ علامہ سید سلیمان ندوی رح نے اس آیت کریمہ ''و علم آدم الاسماء کلھا'' سے خوب استنباط فرمایا کہ آدم کو صرف اسماء کا علم دیا گیا تھا اصل حقائق کا نہیں ۔ اور انسان کا علم آج بھی وہی ہے جہاں وہ روز اول تھا ۔

(ماخوز بقدر تغیر از سیرت النبی، ۴ / ۰ ۹ ۴)

مطلب یہ کہ انسان کو پہلے ہی دن جو نام بتادئے گئے تھے (خواہ وہ مسمیات کے ہوں یا آثار و خواص کے) آج کا انسان باوجود اپنی ہمہ جہتی علمی ترقی کے اس پر ایک تنکے کے برابر بھی اضافہ نہیں کر سکا ہے ۔ انسان اشیائے عالم کا جس باریک بینی اور دقت نظر سے تجزیہ کرتا جارہا ہے اس کے سامنے نئی نئی چیزیں (مختلف اجزاء و عناصر کے روپ میں) جلوہ گر ہوتی جارہی ہیں، جن کے

ظاھری افعال و خواص سے تو وہ مستفید ھورھا ھے مگر ان کے باطنی حقیقت و کیفیت سے وہ نا آشنائے محض ھے ۔

مثلاً انسان مادہ کی سب سے چھوٹی اکائی جوھر (ایٹم) اور اس کے اجزاء (الکٹران، پروٹان اور نیوٹران) اور مختلف ایٹمی مرکزوں سے خارج ھونے والی شعاعیں : الفا شعاعیں بیٹا شعاعیں اور گاما شعاعیں وغیرہ سب کا علم نہایت درجہ مشقت اور باریک بینی کے ساتھ حاصل کر چکا ھے ۔ اور اس حقیقت کا بھی پتہ لگا چکا ھے کہ الکٹران میں منفی برقی چارج اور پروٹان میں مثبت برقی چارج ھوتا ھے ۔ مگر وہ اس راز پر سے پردہ نہ اٹھا سکا کہ یہ برقی چارج آخر ھے کیا اور وہ کس طرح کام کرتا ھے ؟ مثبت اور منفی چارج کی کیا خصوصیات ھیں اور ان کی تعریف کیا ھے ؟ واضح رھے کہ مثبت اور منفی کے ''نام،، محض ان کی باھمی کشش و دفع کرنے کے ایک ''ظاھری خاصیت،، کی بنا پر رکھا گیا ھے ورنہ ان کی صحیح منطقی تعریف ممکن نہیں ۔ اور نہ ھی ان برق پاروں کی اصلیت معلوم ھے ۔

یہ تو ان برق پاروں کا حال ھوا جن سے دنیا کے تمام عناصر کی تشکیل ھوئی ھے ۔ اب خود ان عناصر اور ان کے ''کیمیائی تغیرات،، کو دیکھئے تو اور زیادہ حیرت ھوتی ھے ۔ عناصر کی دنیا طلسم ھوشربا سے کسی بھی طرح کم نہیں ھے ۔

غرض اب تک جتنے بھی عناصر اور ان کے اجزاء دریافت ھو چکے ھیں وہ سب محض ''نام ھی نام،، ھیں(۱) ۔ اس عالم میں آب و گل میں جتنی بھی چیزیں

---

۱ ۔ مثلاً ھائیڈروجن، آکسیجن، نائٹروجن، کاربن، سوڈیم، کیلشیم، میگنیشیم وغیرہ ۔ ان عناصر کی خصوصیات مفرد طور پر کچھ ھوتی ھیں تو مرکب ھونے کے بعد کچھ اور ھو جاتی ھیں ۔ اور انسان یہ سمجھنے سے قاصر ھے کہ ایسا کیوں اور کس طرح ھو جاتا ھے ۔

اور جتنے بھی ''کیمیائی تغیرات،، (مختلف عناصر کے باھمی ملاپ سے وجود میں آنے والے سالمات) پائے جاتے ھیں، ان کی صحیح تعلیل و توجیہہ نہیں ھوسکتی اور کوئی قطعی و یقینی علم حاصل نہیں ھوتا ۔ اس حقیقت عظمی کا اظہار صحیفہ ابدی میں اس طرح کیا گیا ھے :

وما اوتیتم من العلم الا قلیلا : اور تم کو بہت تھوڑا علم دیا گیا ھے ۔

جن چیزوں کو ھم سائنسی ادب یا اپنی بول چال میں ''حقائق اشیاء،، یا ''اسرار سربستہ کی جستجو،، وغیرہ کہتے ھیں، وہ دراصل مادی اشیاء کے محض چند ظاھری پہلو ھوتے ھیں، جن کو دریافت کر کے انسان خوش ھوجاتا ھے کہ اس نے ''حقائق،، پر سے پردہ اٹھا دیا ۔ حالانکہ اصل حقائق کے مقابلے میں ان کی کوئی حیثیت نہیں ھوتی ۔ اس کو قرآن حکیم اپنے بلیغ اسلوب میں ''علم قلیل،، سے تعبیر کرتا ھے ۔ یہ بھی محض انسان کی دلداری اور اس کی ھمت افزائی کے طور پر ھے کہ کہیں وہ اپنی تحقیق و تفتیش سے بددل نہ ھوجائے ۔

حقیقت یہ ھے کہ انسان صرف اشیاء کے ''ناموں،، (الاسماء) اور ان کی ''ظاھری کارکردگیوں،، (علم قلیل) ھی سے واقف ھے، ان کی اصل حقیقت و ماھیت (وہ باطنی اسرار جو امور غیب میں داخل ھیں) سے واقف نہیں ۔ اور اس میں راز یہ ھے کہ تمام چیزوں کی حقیقت سے واقف ھوکر کہیں یہ ذرہ خاک خودسر نہ بن جائے یا خدا کی برابری کا دعوی نہ کرنے لگ جائے ۔ بلکہ اس کو اپنی کمزوری اور بے بسی کا شدید احساس ھوتا رھے ۔ تاکہ وہ اپنے سے ایک برتر ھمہ دان و ھمہ بین ھستی کے وجود کا اعتراف کر کے (جس کا مشاھدہ اس عالم مادی میں قدم قدم پر ھو رھا ھے) اس کے حضور میں سجدہ ریز ھوسکے ۔ یہی وجہ ھے کہ وہ ''مادہ،، میں ودیعت شدہ فوائد سے تو مستفید ھو سکتا ھے مگر وہ کسی بھی طرح مادہ کی ''آخری حقیقت،، معلوم نہیں کر سکتا ۔ یہ علم اصلی و حقیقی

صرف اس کے خالق و مالک (جل جلالہ) ھی کو ھو سکتا ھے۔

و عندہ مفاتح الغیب لایعلمھا الا ھو: اور اسی کے پاس ھیں مخفی چیزوں کی (تمام) کنجیاں جن کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ (انعام ۵۹)

یہ اس عالم مادی کی ایک عظیم ترین حقیقت اور سر الہی ھے، جس کے اعتراف سے کسی بھی وسیع النظر عالم، محقق اور فلسفی کو چارۂ کار نہیں ھے۔ مثال کے طور پر ھربرٹ اسپنسر کہتا ھے:

''علم طبیعی ھم کو ایک محدود دائرہ تک لے جاتا ھے، جس سے ھم آگے جا نہیں سکتے اور سبب اول اور اس کی حقیقت کا ادراک کر نہیں سکتے''۔
(منقول از تفسیر الجواھر، ۱ / ۳۵)

دور جدید کے سب سے بڑے فلسفی اور مادہ پرست برٹرنڈرسل تک کو اقرار و اعتراف ھے کہ مادی علوم کی ترقی جس رفتار سے ھو رھی ھے اسی نسبت سے جہل میں بھی اضافہ ھوتا جا رھا ھے۔ چنانچہ وہ کہتا ھے:

''سائنس کی حالیہ ترقیوں نے ایک بہت بڑی تکلیف دہ صورت حال سے دو چار کر دیا ھے کہ ھر ترقی ھمارے علم کو اس سے بھی کم کر دیتی ھے جتنا ھم پہلے حاصل سمجھتے تھے'' (۱)۔

مختصر تاریخ سائنس کا مولف سر ڈبلو، سی، ڈامپیرس لکھتا ھے:

''علم کا دائرہ جتنا وسیع ھوتا جا رھا ھے اتنا ھی عدم علم یا نامعلوم کا رقبہ بھی وسیع تر ھوتا جا رھا ھے۔ اور جتنا زیادہ ھم نامعلوم میں گھستے ھیں اتنا ھی جو کچھ ھم کو وھاں ملتا ھے اس کو صاف و سادہ، قابل فہم الفاظ

۱۔ (بحوالہ مذھب اور سائنس ص ۱۳۶)

1. Will to Doubt,

میں بیان کرنا دشوار ہوتا ہے،، (۱) -

حاصل یہ کہ انسان کا علم روز اول ہی سے ''علم الاسماء،، تک محدود ہے،
وہ ''حقیقۃ الاسماء،، تک نہیں پہنچ سکا اور نہ کبھی پہنچ سکتا ہے - (جاری)

---

۱ - (بحوالہ مذہب اور سائنس) A short History of Science, by sir W. E. Dampiers.